نگاہ اولین

قرآن پاک میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی مجرمانہ حرکت

عبدالرشید صدیقی مدیر التحریر

قرآن کریم سے متعلق مسلمانوں کا متفقہ ایمان ہے کہ یہی وہ کتاب عزیز ہے جو منزل من اللہ ہے، اور یہ ہم تک تواتر کے ساتھ منقول ہوا ہے۔ قرآن پاک کی نعمت کاملہ دو جلدوں کے درمیان بغیر کسی کمی بیشی کے امت اسلامیہ کے پاس موجود ہے جیسا کہ امام بخاریؒ نے اپنی الجامع الصحیح میں مستقل باب باندھا ہے:

„ لم یترك النبی ﷺ الا ما بین الدفتین ،،

یعنی رسول اللہ ﷺ نے وہی قرآن اپنی امت کے لئے چھوڑا ہے، جو دو جلدوں کے درمیان موجود اور محفوظ ہے۔

یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر دور میں اہل اسلام کے اندر نام نہاد مسلمان ہی فتنے کا سبب بنتا آیا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ کہیں مدعی نبوت، کہیں مدعی مہدیت موعودہ، کہیں قرآن پاک میں تحریف کے دعویدار تو کہیں حکمت نبویہ کے انکاری سب کلمہ گو افراد میں ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ مگر ہر دور کے علماء وصلحاء ان باطل پرستانہ نظریات کو قلع قمع کرنے میں سر گرم عمل رہے ہیں، اور انہوں نے قرآن وسنت اور عقلی وتاریخی دلائل و براہین کے ذریعے اتمام حجت کا فریضہ خوش اسلوبی سے ادا کیا ہے۔ جزا هم الله احسن الجزاء

شمالی علاقہ جات میں وادی بلتستان جہاں دفاعی طور پر ایک حساس ترین علاقہ تصور کیا جاتا ہے، وہاں یہ علاقہ امن و آشتی کا گہوارہ بھی ہے۔ اسی لیے یہاں مذہبی منافرت پھیلانے کی کوششوں کی ہر سطح پر مذمت کی جاتی ہے۔

کچھ عرصے سے شیخ سکندر نامی شخص نے اپنی زیر نگرانی تصنیف شدہ مقالات کا ایک مجموعہ ,,سیرۃ معصومین،، کے نام سے شائع کر کے کافی شہرت حاصل کی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ موصوف جامعہ اسلامیہ صوفیہ نوربخشیہ محمود آباد کراچی کا پرنسپل ہے۔

کہنے کو تو یہ کتاب اہل بیتؓ کے ائمہ عظامؒ کی سیرت میں لکھی گئی ہے، مگر وفور جذبات اور دعوائے محبت میں غلو کا شاہکار ہے۔ خود ائمہ کرام رحمة الله علیهم ایسی تعریفات کے ہرگز محتاج نہیں۔ ,,حاجت مشاطہ نیست روئے دل آرام را،،

نیز توصیف ائمہ کے پردے میں صحابہ کرامؓ وخلفائے راشدینؓ کی تنقیص وتوہین کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے، وہ بھی انتہائی قابل مذمت بلکہ لائق تعزیر ہے۔

موجودہ دور میں کوئی بھی اسلام مخالف اور فرقہ وارانہ تعصب پھیلانے والی کتاب تصنیف کریں یا مقالہ پیش کریں، تو

اسے کچھ نہیں کہا جاتا، اگر کہیں سے صدائے احتجاج بلند کی جائے تو فرقہ وارانہ حرکات کے الزام میں دھر لینے کی کوشش کی جاتی ہے۔اور خلاف فطرت یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ: "اپنا عقیدہ مت چھوڑو، دوسروں کے عقیدہ کو مت چھیڑو"

مگر ,, اسلام ،، ہی کی مقدس نسبت کو استعمال کرتے ہوئے دین اسلام کی ایک مسلمہ حقیقت اور متفقہ اصول سے انحراف کا پرچار ہوتا ہے، تو فرزندان توحید کا اسے قابل نفرین کرتوت قرار دے کر سراپا احتجاج بن جانا ایک فطری ردعمل اور غیرت دینی کا تقاضا ہے۔

صاحب کتاب نے امام مہدی علیہ السلام کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے سولہویں خصوصیت میں یہ عندیہ دیا ہے کہ آپ اصلی قرآن لے کر آئیں گے۔جس کی عبارت یہ ہے: ,, مصحف امیر المومنین کا ظاہر ہونا کہ جسے آپؑ نے رسول خداﷺ کی وفات کے بعد جمع کیا تھا۔ بغیر تغییر و تبدیل کے جو کہ تمام ان چیزوں کا حامل ہے جو آپؑ پر اعجاز کے طور پر نازل ہوئی تھیں، پس آپؑ نے اسے صحابہ کے سامنے پیش کیا تھا تو انہوں نے اس سے اعراض کیا، تو آپؑ نے اسے مخفی کر دیا اور وہ اپنی حالت پر باقی ہے، یہاں تک کہ وہ آنحضرت کے ہاتھ پر ظاہر ہوگا۔ اور مخلوق کو حکم دیا جائے گا کہ اسے پڑھیں اور حفظ کریں ،،۔

صاحب کتاب کو مسلک نور بخشیہ سے تعلق کا دعوی ہے، اور یہ مسلک بلتستان کی تقریباً 30% آبادی پر مشتمل ہے جو سید محمد نور بخش رحمة الله علیه کی تقلید کی نسبت سے ,, نور بخشی ،، کہلاتے ہیں۔آج خصوصی طور پر یہ لوگ سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں، کیونکہ ان کے مذہب میں قرآن مجید سے متعلق کسی ایسی بات کا شائبہ تک نہیں۔ان کے مجتہد یا اس کے کسی مرید باصفا کی کتاب میں بھی قرآن مجید کے بارے میں عام مسلمانوں سے مختلف کوئی بات نہیں پائی جاتی۔یہی جہ ہے کہ مسلک نور بخشیہ کے چیدہ چیدہ پچاس سے زائد علماء نے کتاب ہذا کے نظریات کی مخالفت کرتے ہوئے اس کے مصنفین اور اس نظریے کے حاملین پر کفر کا فتویٰ صادر کیا ہے۔

ویسے بھی موجودہ دور میں مسلمانوں کا کوئی بھی فرقہ موجودہ قرآن مجید میں کسی قسم کی کمی بیشی کا قائل نہیں، سب اسی قرآن پاک کو منزل من الله اور سرچشمہ ہدایات ماننے پر متفق ہیں۔بصورت دیگر القائم کے قیام تک جتنے مسلمان گزرے ہیں اور گزریں گے، ان سب کا اعتقاد وعمل وحی الٰہی کی رہنمائی سے محروم ہونے کی وجہ سے باطل قرار پائے گا۔معاذ اللہ!

جب کہ قرآن مجید خود ڈنکے کی چوٹ یہ چیلنج دیتا ہے: ﴿**وانه لكتاب عزيز ۝ لا ياتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه تنزيل من حكيم حميد ۝**﴾ اس آیت کریمہ میں پروردگار عالم نے اس معزز نسخہ ہدایت کے متعلق یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ اس عظیم ودائمی کتاب کی ہر مرحلے میں حفاظت کا اتنا

اطمینان بخش اور مستحکم انتظام کیا ہے، کہ باطل اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود اس کے قریب پھٹک ہی نہیں سکتا، اور یہ ہر ایک جانب سے حفاظت الٰہی کے مضبوط حصار میں ہے۔ مرور زمانہ سے اس میں کسی قسم کا تغیر بالکل محال اور انتہائی ناممکن ہے۔

اور فرمایا: ﴿**ان علینا جمعه و قرآنه ○ فاذا قراناه فاتبع قرآنه ○ ثم ان علینا بیانه ○**﴾ اس فرمان الٰہی میں جناب رسالت مآب ﷺ کو آگاہ کر دیا گیا ہے کہ اس کتاب کی تکمیل، اور نہ صرف پیغمبر اکرم ﷺ بلکہ امت اسلامیہ کے سینوں میں اور مصاحف میں بھی منشائے الٰہی کے مطابق جمع کرنے کا ذمہ دار خود اللہ رب العالمین ہے۔ اس لئے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے اس کو فوری طور پر یاد کرنے کی کوشش کی کوئی ضرورت نہیں۔ بلکہ وحی مکمل ہو چکنے کے بعد تسلی سے اس کی تلاوت فرمانی چاہیے۔

چونکہ قرآن مجید خاتم النبیین ﷺ پر نازل ہوا ہے، اور تا قیامت اور کوئی کتاب ہدایت آسمان سے نازل نہیں ہوگی اور نہ کوئی پیغمبر احکام شریعت لے کر نازل ہوگا۔ اس لئے اللہ تبارک تعالیٰ نے اسے فاتر العقل اور زائغ القلب لوگوں کے دست برد سے بچانے کی گارنٹی عطا فرمائی ہے: ﴿**انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون ○**﴾

لہذا کسی کے لکھنے یا کہنے سے قرآن کی شان میں تو ہرگز کوئی کمی نہیں آئے گی، بلکہ خود اسی ہرزہ سرا کی باطل پرستی اور جرات رندانہ کا اظہار ہوگا اور اسی دنیا میں بھی ہر طرف سے لعنت و پھٹکار پڑ کر نشان عبرت بن جائے گا۔

صاحب کتاب نے اپنے ہم مذہبوں اور دوسرے مسلمانوں کے تیور و اضطراب کو دیکھ کر دور از کار تاویل کا حربہ استعمال کرتے ہوئے رائے عامہ کو گمراہ کرنے کی خاطر "رساله الفرقان فی جمع القرآن و عدم تحریفه" عوام کے نام معنون فرمایا، جس کی تصحیح محمود آباد مدرسے کے متعدد "سلاطین الافاضل" نے کی ہے، مگر پرنالہ پھر اسی جگہ بہ رہا ہے جہاں پہلے تھا، صرف کان کو سیدھا پکڑنے اور گدی کی طرف سے پھیر کر پکڑنے کا فرق ہے۔

مذکورہ رسالے میں وضاحت کرتے ہوئے چار مصاحف کا ذکر کیا گیا ہے: **مصحف محمدی، مصحف علیؑ، مصحف ابوبکر اور مصحف عثمان** ۔ اور ہر مصحف کی الگ الگ خصوصیات کا فراخدلانہ انداز میں تذکرہ کیا گیا ہے اور مصحف محمدی اور مصحف علی دونوں کے حضرت علیؓ کے پاس مخفی ہونے کا ذکر کیا ہے، جسے امام مہدیؑ لے کر آئیں گے۔ باقی حضرات ابوبکرؓ وعثمانؓ کے مصاحف کو موجود قرآن ثابت کیا ہے۔ بدیہی بات ہے کہ آخر الذکر دونوں ہستیوںؓ سے متعلق صاحب کتاب جو عقیدہ رکھتا ہے، اس کے پیش نظر ان دونوں کے جمع کردہ قرآن سے شاید ہی نور ہدایت کی کوئی ایک آدھ کرن پھوٹے۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ قرآن پاک کو **قرآن صامت** قرار دیا گیا ہے۔

مذکورہ رسالے میں مزید الجھن پیدا کر کے پیش کردہ شکوک وشبہات کو اور زیادہ گہرا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مصحف علیؑ کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے "یہ ایک مختصر تفسیر ہے جس میں ما کان و مایکون کا علم ہے۔ مطلق ومقید، عام

وخاص اور علم جفر و آیات متشابہات، ناسخ ومنسوخ جیسے علوم کی تفصیل دی گئی ہے''۔

جبکہ متنازعہ کتاب کی سولہویں خصوصیت میں لکھا ہے کہ تمام ان چیزوں کا حامل ہے جو آپ پر اعجاز کے طور پر نازل ہوئی تھیں، پس آپؐ نے اسے صحابہ کے سامنے پیش کیا تھا تو انہوں نے اس سے اعراض کیا۔

اب اس ''مختصر تفسیر'' اور مذکورہ ''مصحف علیؓ'' میں ہرگز کوئی مطابقت نہیں، جب ایسا نہیں تو نعوذ باللہ موجودہ قرآن مجید بھی اصلی ثابت نہیں ہوتا۔

جا بجا مزعومہ روایات اور قصص وحکایات کو ''متفق علیہ'' یا ''بالاتفاق'' کہہ کر دھوکہ دینے کی کوشش کی گئی ہے، جبکہ ایسا بالکل نہیں۔

بخاری کی اسی روایت ہی کو لیجئے جس کا نام لے کر جمہور امت اسلامیہ کو فریب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

عن ابی جحیفة قال سألت علیاً رضی اللہ عنہ: ''ھل عندکم شیء مما لیس فی القرآن؟ فقال: **''والذی فلق الحبة و برأ النسمة ما عندنا الا ما فی القراٰن الا فھما یعطی رجل فی کتابه و ما فی الصحیفة''** قلت: و ما فی الصحیفة؟ قال **''العقل و فکاک الاسیر وان لایقتل مسلم بکافر''**۔ (صحیح البخاری **47/8** ـ ط: استنبول **1979**)

ابوجحیفہؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا کیا آپ کے پاس کوئی ایسی چیز ہے جو قرآن میں نہیں؟ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ''اس ذات کی قسم جس نے بیج کا دانہ پھاڑا اور نسل پھیلائی، ہمارے پاس کچھ نہیں سوائے اس کے جو قرآن میں ہے یا سوائے فہم کتاب اللہ کے، جس کی صلاحیت کسی شخص کو ملتی ہے اور جو کچھ صحیفے میں ہے''۔ ابوجحیفہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا اور صحیفے میں کیا چیز ہے؟ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ''اس میں دیت اور قیدیوں کو چھڑانے کے احکامات ہیں اور یہ حکم بھی ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کے قصاص میں قتل نہ کیا جائے''۔

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ قسم اٹھا کر کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس قرآن پاک کے سوا کچھ نہیں، البتہ اس کے فہم کی صلاحیت میں لوگوں کے درمیان فرق ہوسکتا ہے اس کے علاوہ ایک صحیفہ ہے جس میں یہ تین شرعی احکام موجود ہیں۔

یہاں کسی خفیہ سمجھوتے کی پرزور تردید کی گئی ہے۔ البتہ ایک صحیفے (دستاویز) میں تین شرعی مسائل سے متعلق حدیثیں لکھی ہوئی تھیں۔ جیسے دوسرے صحابہ کرام کے پاس احادیث کا تحریری ذخیرہ موجود تھا۔ **صحیفہ** تحریری دستاویز کو کہا جاتا ہے جو عام طور پر احادیث نبویہ پر مشتمل ہوتی تھیں۔ اور قرآن پاک کا نسخہ **مصحف** کہلاتا ہے۔

اب نہیں معلوم کہ اصلی قرآن مجید پڑھنے اور اسے حفظ کرنے کی سعادت کب نصیب ہوگی۔ چونکہ دنیا ظلم وجور سے

بھر گئی ہے' خاصکر جدید ٹیکنالوجی اور سائنسی ترقی کے اس دور میں امت کے داخلی وخارجی مسائل گھمبیر ہو چکے ہیں۔ان سب کا سائنٹیفک اور انجینئرڈ حل ان باقی ماندہ 25 حروف میں مبرہن ہوں گے' جن کی بھنک آج تک کسی پیغمبر کو بھی نہیں پڑی ہے۔معاذ اللہ اب حالات کی سنگینی اور امت مسلمہ کی زبوں حالی ظہور امام کا متقاضی ہے' جس کیلئے ندا و پکار بھی بلند ہوتی رہتی ہے۔ویسے امام منتظر کے منتظرین کی تعداد کروڑوں میں بتائی جاتی ہے۔مگر اب تک اصحاب بدر کی تعداد کے برابر 313 مخلصین دنیا جہاں سے جمع نہیں ہو سکے' جو امام آخر الزمان کے خروج کا ٹارگٹ بتایا جاتا ہے۔

واضح رہے کہ جو لوگ امام کے غیب سے ظہور کا عقیدہ رکھتے ہیں' اور جو لوگ ان کے فطری طریقے پر پیدا ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں' سب کا ایمان یہ ہے کہ جب امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے' تو ظلم و زیادتی کو نیست و نابود کر دیں گے اور دنیا امن و اخوت اور عدل وانصاف سے جنت نظیر بن جائے گی۔دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین برقرار نہ رہنے پائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام بھی نازل ہو کر آپ کی اقتداء میں نماز ادا فرمائیں گے۔

مزید ظلم کی بات یہ ہے کہ کتاب ہذا ایسے پرآشوب وقت میں منظر عام پر آئی' یا جان بوجھ کر لائی گئی کہ اس حساس سرحدی علاقے میں ہمارے ازلی دشمن بھارت کی طرف سے بلا اشتعال سرحدوں پر بے تحاشا فوج جمع کر کے للکارنے کی وجہ سے سارے عوام کرب و اضطراب کا شکار تھے' اور مستزاد کہ بیرونی دشمن کی حرکتوں نے محب وطن عوام کو فرقہ وارانہ اختلافات بھلا کر متفقہ مسلمان ملت کی حیثیت کو خوب نکھارنے کا زریں موقع دیا تھا۔

گویا سارا علاقہ انگارہ بنا ہوا تھا' اس پر کسی خاص منصوبہ بندی کے تحت تیل چھڑک کر شعلہ بار بنا دیا گیا۔اب ہر علاقے اور ہر گلی کوچے میں اضطراب و بے چینی کا سماں ہے۔

آج سے تیس پینتیس سال قبل منظور حسین نامی شخص سرگودھا سے اپنے نام کے ساتھ "ھمدانی" کا لاحقہ لگا کر یہاں وارد ہوا۔مشہور مبلغ اسلام امیر کبیر سید علی الہمدانی رحمۃ اللہ علیہ' جن کی وساطت سے تبت خورد کے ظلمت کدے میں اسلام کا نور ہدایت پھیلا تھا' ان سے ظاہر کردہ نسبت کی بنا پر اسے فرقہ نوربخشیہ والوں میں کافی پزیرائی حاصل ہوئی۔اگرچہ بعد میں اس دھوکے کا احساس ہوا اور بچنے بچانے کی تدبیریں کی گئیں' پھر بھی اس مذہب سے عجیب وغریب خیالات کا حامل "ھمدانی فرقہ" وجود میں آیا ہوا ہے۔

چونکہ اس مذہب کے حاملین پہلے سے ڈسے ہوئے ہیں' اس لیے وہ اس خوف کے محسوس کرنے میں حق بجانب ہیں کہ کہیں سکندر حسین کے ذریعے "سکندری فرقہ" بھی وجود میں نہ آجائے۔

ہم حکومت سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان کی نظریاتی بنیادوں میں دھماکہ خیز مواد بھرنے والوں کو جلد از جلد کیفر کردار تک پہنچا کر حب الوطنی کا ثبوت فراہم کیا جائے۔اور پانی کو سر سے اوپر گزرنے نہ دیا جائے۔

ان حالات میں امت مسلمہ کا موقف کیا ہونا چاہئے؟

رب ذوالجلال علیم وحکیم ذات ہے۔اپنی حکمت بے کراں سے اہل اسلام کو بھی گوناگوں آزمائشوں سے گزارتا رہتا ہے۔ارشاد الٰہی ہے: ﴿**لتبلون فی اموالکم و انفسکم ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا و ان تصبروا وتتقوا فان ذلک من عزم الامور** ﴾ ''ضرور بضرور تمہارے مالوں اور تمہاری جانوں میں آزمائشیں آئیں گی اور ضرور بضرور تمہیں اپنے سے پہلے کتاب دیئے گئے لوگوں اور دیگر مشرکین سے نہایت تکلیف دہ باتیں سننا پڑیں گی۔اور اگر تم لوگ ان آزمائشوں پر صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ دو اور تقویٰ کی روش پر گامزن رہو تو یہ یقیناً نہایت عزم و ہمت کا کام ہے''۔

اہل کتاب اور مشرکین سے جسمانی و مالی نقصانات کے علاوہ زبان وقلم کے ذریعے پہنچنے والی اذیتوں سے امت اسلامیہ دوچار ہوتی چلی آ رہی ہے۔اور ہر دور میں اہل حق اسلام کے دفاع میں بھی کامیاب وکامران ہوتے رہے ہیں۔

جب اسی قسم کی دلخراش باتیں کسی کلمہ گو سے سننا پڑیں تو اس کی ٹھیس زیادہ دلسوز اور اس کا زخم نہایت گہرا ہوتا ہے۔ اس پر مستزاد ایسے موقعوں پر دشمنان دین بھی بغلیں بجاتے ہوئے ملت اسلامیہ کو طعنہ دینے لگ جاتے ہیں' جو نہایت لرزہ خیز اور ناقابل برداشت سانحہ ہوتا ہے۔لیکن ہمیں ایک مومن کی حیثیت سے جذبات کی رو میں بہ جانے کے بجائے ہر حال میں اپنے معبود برحق کا حکم بجالانا چاہئے' کہ یہی اصول بندگی وسلیقہ زندگی ہے۔آیت بالا میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسی اذیت ناک باتوں کی آزمائش میں دو چیزوں کا حکم دیا ہے: (۱) صبر وثبات (۲) تقویٰ و پرہیزگاری۔

صبر کا تقاضا ہے کہ ہم اسلام کے ان مجرموں کے خلاف جلد بازی کرتے ہوئے ملکی قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش نہ کریں۔مسلمانان پاکستان کے لیے مقام شکر ہے کہ دشمنان ملک وملت کی ہزار ریشہ دوانیوں کے باوجود توہین رسالت' ختم نبوت اور توہین صحابہ جیسے قوانین ملک میں رائج ہیں۔لہٰذا قانونی پیچیدگیوں سے گزرنے کے بعد ہی سہی' اس قسم کا مجرم پاکستان کی کسی بھی عدالت سے بری نہیں ہوسکے گا۔اور کیفر کردار تک پہنچ کر رہے گا۔

تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ ہم قرآن پاک کی تعلیمات پر سختی سے کاربند ہوں اور اس کے سیکھنے سکھانے' سمجھنے سمجھانے اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو سنوارنے میں منہمک رہیں اور ان لوگوں کی مجلسوں کے قریب بھی نہ پھٹکیں جو اس قسم کی اسلام مخالف باتوں کا پرچار کرتے ہیں۔

..........................☆☆☆☆..........................